جمہوریت کی بحالی کے لیے پُرامن مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ جمہوری آزادی کے نتیجے میں جہاں برما کے مظلوم عوام کو آزادی مل سکتی ہے وہاں اراکان کی آزادی کی منزل بھی قریب آ سکتی ہے۔ (ماخذ: اراکانی مسلمانوں کی جدوجہد آزادی' محمد الیاس انصاری' حرا پبلی کیشنز' اردو بازار' لاہور۔ عصر حاضر کی جہادی تحریکیں' پروفیسر محمد شفیق ملک' نوید سحر پبلی کیشنز' ۴۲- چیمبرلین روڈ' لاہور۔ Rohingya Struggle' الحاج محمد علی' شارجہ' عرب امارات۔ ہم کہاں پڑے ہیں؟ سیف اللہ خالد' اتحاد الطلاب المسلمین' اراکان۔ ماہنامہ انصاف' کراچی۔ ماہنامہ الرباط' کراچی۔ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' لاہور)۔

وسط ایشیا: تین ملکوں میں بحرانی کیفیت

مسلم سجاد

برسلز میں قائم انٹرنیشنل کرائسس گروپ (ICG) نے ابھی اگست میں ایک مطالعہ وسط ایشیا: تین ریاستوں میں بحرانی کیفیات شائع کیا ہے جو حیرت انگیز طور پر خاصا غیر جانب دارانہ ہے۔ یہ گروپ تحقیق و تجزیے کا ایک نجی آزاد ادارہ ہے جس کا مقصد دنیا میں ان امکانی مقامات کا تعین کرنا ہے جہاں بحران پھوٹ پڑنے کے قوی اندیشے ہوں۔ اس ادارے کو بعض افراد' اداروں' مغربی حکومتوں اور جاپان کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس مطالعے میں بتایا گیا ہے کہ وسط ایشیا کی تین ریاستیں تشویش ناک حالات سے گزر رہی ہیں۔

۱۹۹۱ء میں سوویت روس کی پانچ سابق مسلم جمہوریاؤں کی رسمی آزادی یہاں کے عوام کے لیے بالعموم ناامیدی اور مایوسی کا سبب بن رہی ہے۔ وہ بالعموم روس کے ظالمانہ استحصال کے دور سے بھی بدتر حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ درحقیقت وہی طبقہ جو پہلے ماسکو کی طرف سے اقتدار پر متمکن تھا' اب بھی کسی نہ کسی تدبیر سے اقتدار سے چمٹے ہوئے ہے' بلکہ انھوں نے اپنی مراعات اور کروفر میں اضافہ کر لیا ہے اور عوام آزادی کی حقیقی نعمتوں سے محروم ہی ہیں۔

سابقہ نظام' جس میں مذہب اور روایات سے وابستہ مسلم عوام پر ایک اجنبی کلچر جبرو استبداد سے مسلط کیا جاتا تھا' نئے عنوان سے آج بھی قائم ہے۔ عوام احتجاج کرتے ہیں' سول نافرمانی کرتے ہیں' پُرتشدد مزاحمت کرتے ہیں اور ریاستی ظلم و جبر کا شکار ہوتے ہیں۔ ظالم حکمران اور ان کے بیرونی پشت پناہ وسط ایشیا کی خطرناک اور غیراطمینان بخش صورت حال کا سبب اسلامی بنیاد پرستی کو قرار دیتے ہیں۔

آئی سی جی کا یہ جائزہ خود علاقے میں جا کر حالات کا مطالعہ کر کے تیار کیا گیا ہے۔ اس میں حقائق کو پیش

نظر رکھ کر تجزیہ کیا گیا ہے۔

تاجکستان (آبادی' ۶۰ لاکھ) میں ۱۹۹۷ء میں روس کے حمایت یافتہ صدر رحمانوف کی حکومت اور متحدہ تاجک حزب اختلاف کے درمیان جس معاہدہ امن کی بنیاد پر خانہ جنگی کا سلسلہ رکا تھا' وہ حکومت کی جانب سے اقتدار میں شرکت کی اپنی یقین دہانیوں سے پیچھے ہٹنے کے سبب خطرے میں ہے۔ سیاسی قتل زیادہ ہو رہے ہیں اور لاقانونیت کی کیفیت ہے۔

کرغیزستان (آبادی' ۴۰ لاکھ) میں نصف سے زیادہ لوگ قحط و افلاس سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ۲۰ فی صد تو سخت فقروفاقہ کا شکار ہیں۔ اگست ۱۹۹۹ء میں تاجکستان کے بعض گروپوں کی جانب سے مسلح دراندازی اور اس کے بعد ازبکستان کی جانب سے ایک ٹارگٹ پر فضائی حملے کے بعد' ملک میں عدم تحفظ کی کیفیت ہے۔

ازبکستان ڈھائی کروڑ آبادی کا بڑا ملک ہے' وسائل سے مالا مال ہے' لیکن دگرگوں معاشی اور معاشرتی صورت حال سے گزر رہا ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونا آنے والے معاشی بحران سے نہیں بچا سکتا جب تک کہ نظام میں اصلاحات نہ کی جائیں اور اس کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ آئی سی جی کے الفاظ میں "دہشت گردی کے بعض واقعات اور زیرزمین اسلامی حزب اختلاف کے خلاف حکومت کے ظالمانہ اور سفاکانہ ردعمل نے بے اطمینانی کے بڑھتے ہوئے احساس کو مزید سنگین کر دیا ہے"۔

تینوں ریاستوں کے درمیان واقع وادی فرغانہ بحران کا مرکز بن سکتی ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کا معیار زندگی بہت پست ہے اور مزید پست ہوتا جا رہا ہے۔ سرحدی تنازعات اور نسلی اختلافات نے بین الاقوامی تنازعات کے لیے مواقع فراہم کر دیے ہیں۔

اس رپورٹ کے مطابق "افغانستان منشیات اور بندوقوں کے سرچشمے کی حیثیت سے تینوں ملکوں کے بحران کے لیے خطرے کی علامت ہے"۔ لیکن گروپ کو یقین ہے کہ طالبان کے عروج کو وسط ایشیا کے لیے خطرہ سمجھنا "مبالغہ آمیزی" ہے۔ زیادہ سنگین خطرہ اس پُرتشدد ردعمل سے ہے جو جائز سیاسی معاملات کے لیے اٹھنے والی اسلامی سیاسی تحریکوں کو دبانے کے لیے ریاستی طاقت کے استعمال کے خلاف ہوتا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "سوویت طاقت کے زوال کے بعد وسط ایشیا کے عوام کی روز مرہ زندگی میں اسلام کے مرکزی کردار میں آہستہ آہستہ اضافے کا عمل ہوا ہے"۔ مطالعے کے مطابق "اس کا امکان ہے کہ یہ رجحان جاری رہے گا اور مزید مضبوط ہو گا"۔ حاصل مطالعہ یہ ہے:

اگر وسط ایشیا کی حکومتیں اسلامی انتہا پسندی سے فی الواقع خوف زدہ ہیں تو انھیں "بغیر اجازت" (unauthorised) اسلامی سرگرمیوں کے سلسلے میں اپنا نقطۂ نظر بدلنے کی ضرورت ہے۔ انھیں یہ

تسلیم کرنا چاہیے کہ اسلام ایک ابھرتی ہوئی اجتماعی طاقت ہے جو بیشتر بے ضرر ہے لیکن اگر حکومت کے خلاف لوگوں کا غم و غصہ بڑھتا رہا، تو یہ ریاست کی طاقت کا مقابلہ کرنے کے لیے زیادہ موثر انداز سے متحرک کی جائے گی۔ وسط ایشیا میں اسلامی تصورات اور تنظیمیں سیاست پر کیا اثرات ڈالیں گی، اس کا انحصار اس پر زیادہ ہے کہ حکومتیں کس نوعیت کی معاشی اور معاشرتی پالیسیاں اختیار کریں گی بہ نسبت اس کے کہ ایک مذہب کی حیثیت سے اسلام کی کیا خصوصیات ہیں یا اسلام کے کیا عقائد ہوتے ہیں۔

مغرب کے زیر اثر مجالس دانش (think tanks) کی جانب سے یہی موقف اختیار کیا جاتا ہے کہ اگر تیسری دنیا کے مسلم ممالک میں اچھا طرز حکمرانی ہو، درست معاشی پالیسیاں اختیار کی جائیں تو اسلامی تحریکوں کو پنپنے کے لیے حالات سازگار نہیں ملیں گے۔ ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ ان ممالک کو مغرب کے سندیافتہ جو سیکولر حکمران میسر آئے انھوں نے لوٹ کھسوٹ اور ظلم و ستم کے ریکارڈ قائم کیے۔ یہ اہل دانش اس حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے، یا نہیں کرتے کہ مسلم ممالک کے عوام کی اصل تمنا اپنے اپنے ملک میں قرآن و سنت کی حکمرانی ہے۔ صرف اسی نظام سے ان کو اخلاقی و معاشی، اعلیٰ معیار زندگی ملے گا۔ آزادی کی تحریکیں اس نصب العین کے لیے چلائی گئیں، اور آج جو تحریکیں برپا ہیں وہ بھی اسی لیے ہیں۔ مسلمان عوام کی آزادی کو مغرب کے ایجنٹوں نے اغوا کر لیا ہے۔ مغرب اس حقیقت کو سمجھ لے، حقیقی نمایندوں کا ساتھ دے، جمہوریت کا دیانت داری سے پشت پناہ بن جائے، اسلامی تحریکوں پر دہشت گردی کا الزام رکھ کر انھیں کچلنے میں نہ لگے، تو عالم انسانیت کو پُرسکون زندگی میسر آسکتی ہے (ماخوذ: ماہنامہ امپیکٹ لندن، ستمبر ۲۰۰۰ء)۔